شان رسالت مآب ﷺ میں ایک خوبصورت تحریر
قرآن کا محور
مؤلف
پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد کاظمی
زیر نگرانی
مولانا ابوالخیر محمد الطاف قادری رضوی
پیشکش
انجمن انوار القادریہ
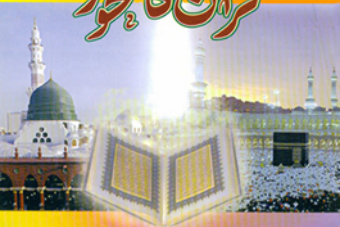
کامیابی کا راز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ٥ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ٥
اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ٥ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ٥ صِرَاطَ
الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ٥ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ٥

ترجمہ: سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ بڑا مہربان نہایت رحم والا قیامت کے دن کا مالک ہے۔ (اے اللہ) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا۔ نہ ان لوگوں کا راستہ جو (تیرے) غضب میں مبتلا ہوئے اور نہ گمراہوں کا۔

حمد، نعت، دعا:

محترم بھائیو! اس سورت پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد اور بندوں کو دعا کی تعلیم ہے اور اس کے ساتھ حضور انور (ﷺ) کی بھی اعلیٰ درجہ کی نعت ہے۔ ویسے بھی رب تعالیٰ کی حمد کے ساتھ ساتھ حضور (ﷺ) کی نعت تو ہوتی ہے۔ یعنی ربّ عزوجل کا ذکر ہو اور محبوب (ﷺ) کا ذکر نہ ہو۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ ساری تعریفیں اللہ (عزوجل) ہی کی ہیں۔ یعنی دنیا میں جو بھی کسی کی تعریف کسی وقت بھی کرے۔ وہ درحقیقت خدا ہی کی حمد ہوگی۔ جس کسی میں بھی جو خوبی ہوگی وہ اللہ (عزوجل) کی دی ہوئی ہے۔ چیز کی تعریف حقیقت میں اس کے بنانے والے کی ہی تعریف ہوتی ہے اور دوسرے اس کے معنی یہ بھی ہیں وہ خاص تعریف اللہ (عزوجل) کی ہے جو اللہ (عزوجل) کے محبوب (ﷺ) کے منہ سے ادا ہو۔ ان کے سکھانے سے کوئی اللہ (عزوجل) کی حمد کہے تو مطلب یہ ہوگا کہ خواہ حمد الٰہی کوئی بھی کرے۔ مگر مقبول حمد وہی ہوگی جو

حضور (ﷺ) کی بتائی ہوگی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ دعا بھی مانگو۔ تو انہی طریقے سے جس سے محبوب (ﷺ) مانگتا ہے اور ہمیں صاف الفاظوں میں حکم بھی یہی ہے کہ ہم کو سیدھی راہ پر چلا۔ کون سی راہ وہ راہ جن پر تو نے انعام کیا۔ جیسے سیدھا راستہ دین اسلام کا راستہ ہے اور دین اسلام پیروی مصطفےٰ (ﷺ) کا نام ہے اور سب سے بڑا جس پر احسان کیا۔ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی ذات بابرکات ہی تو ہے کہ اے لوگو اس راستے پر چلنے کی خواہش کرو۔ جس پر میرا محبوب (ﷺ) چلتا ہے۔ کامیابی اس میں ہے۔ میرا حبیب (ﷺ) جو تمہیں حکم دے اس کو بجالاؤ۔ اس راستے پر نہ چلا جو گمراہوں کا راستہ ہے اور جن پر غضب کیا۔ گمراہوں کا راستہ وہی راستہ ہے جو حضور اکرم (ﷺ) کے نافرمانوں کا ہے۔ جب تک میرے محبوب (ﷺ) کے حکم کو دل و جان سے تسلیم نہ کرلو۔ کوئی کاغذات وغیرہ اس وقت تک قابل قبول نہیں ہونگے۔ جب تک اس پر کسی ادارے کے سربراہ کی مہر یا دستخط نہ ہوں۔ اس وقت تک کوئی عبادت بھی بارگاہِ خداوندی میں نہ پہنچے گی۔ جب تک غلامی مصطفےٰ (ﷺ) کی مہر اور عشق مصطفےٰ (ﷺ) کا جذبہ نہ ہوگا۔ جو میرے محبوب (ﷺ) کے در سے ہٹے گا۔ وہ غضب میں مبتلا کردیا جائے گا۔ انکاری کے بعد اس کا ٹھکانہ دنیا میں ہے نہ آخرت میں۔ میرے حبیب (ﷺ) کا در میرا در ہے۔ جو اس کے در کا نہیں وہ کسی کے در کا نہیں۔ میرے محبوب (ﷺ) کے راستے پر چلنے والے ہی تو دنیا آخرت میں کامیاب ہوئے ہیں اور آج بھی دیکھ لو کہ انہی کا نام زندہ ہے۔ جو دامن مصطفےٰ (ﷺ) سے جڑا۔ اولیاء عظام کے نام اب بھی زندہ ہیں۔ انہوں نے اپنے آپ کو ختم کرکے اپنے نام کو اونچا کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ اس بات میں فخر محسوس کیا کہ مجھے گدائے حضور (ﷺ) اور سگِ مدینہ و فقیرِ مدینہ کے لقب سے پکارا جائے آج بھی مخلوق خدا (عزوجل) ایسے لوگوں کی زیارت کرنے کے لئے ترستی ہے۔ اور اس دعا کے مانگنے کا ہی تو حکم ہے کہ ہم کو اس راستے پر چلا جن پر تو انعام فرماتا ہے اور دین مصطفےٰ (ﷺ) کے راستے پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رکھ کیونکہ یہی بقا کا راز ہے۔

سارا قرآن حضور (ﷺ) کی نعت ہے

حقیقت تو یہ ہے کہ اگر مسلمان قرآن مجید کو بنظر ایمان دیکھے تو اس کو پورے قرآن مجید میں حضور تاجدار عرب و عجم (ﷺ) کی ثنا نظر آئے گی۔ قرآن مجید کے اندر حمد الٰہی ہو عقائد کے بارے میں ہو پچھلی امتوں کے واقعات ہوں یا جنت و دوزخ کا ذکر ہو ان سب سے ثناء رسول (ﷺ) کی کرنیں پھوٹتی ہوئی نظر آئیں گی۔ قرآن مجید اپنے ہر حرف سے حضور (ﷺ) کے اوصاف بیان کرتا ہے۔ دیکھیئے قرآن مجید میں سورہ اخلاص کو ہی لیجئے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ کہہ دو اللہ ایک ہے

اس میں بظاہر تو اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ اے محبوب تم کہہ دو اللہ ایک ہے۔ وہی بھروسے کے لائق ہے۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ وہ کسی کا بیٹا ہے وغیرہ وغیرہ جو پہلا کلمہ ہے۔ (قُلْ) یعنی اے محبوب (ﷺ) تم کہہ دو۔ اے محبوب (ﷺ) ہم چاہتے ہیں کہ ہم اپنی تعریف بھی آپ کے منہ سے سنیں۔ گویا ربّ عزوجل کی رضا ہے۔ کلام ہمارا ہو زبان تمہاری ہو۔ ہم اپنے اوصاف بھی سنیں تو آپ کی زبان سے حالانکہ اللہ تبارک و تعالیٰ خود فرما دیتا کہ میں ایک ہوں۔ نہ میں کسی کا بیٹا ہوں نہ کسی کا باپ لیکن نہیں کہا۔ اسلئے کہ مقصود محبوب (ﷺ) کی شان ظاہر کرنا ہے۔ ربّ تعالیٰ کا مقصد اپنے محبوب (ﷺ) کو پوری کائنات کے سامنے سرور کونین (ﷺ) کو مقام محمود پر بٹھا کر یہ بتانا تھا کہ اے لوگو دیکھو میرے محبوب (ﷺ) کی شان کیا ہے۔

محبوب (ﷺ) کا انتقام ربّ نے لیا

مکہ مکرمہ میں ایک بار ابولہب نے حضور تاجدار مدینہ (ﷺ) کی بارگاہ میں گستاخی کرتے ہوئے کہہ دیا کہ اے محمد (ﷺ) آپ تباہ ہو جائیں۔ سرکار دو جہاں (ﷺ) ابولہب کی یہ بات سن کر خاموش ہو گئے۔ ابولہب کا یہ کلمہ پروردگار (عزوجل) کو پسند نہ آیا۔ ربّ تعالیٰ نے خود انتقام لیتے ہوئے قرآن مجید کی پوری سورہ نازل فرمادی۔

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ ابولہب تباہ و برباد ہو جائے۔

یعنی اے محبوب (ﷺ) اس کا جواب آپ نہ دیں۔ اس کا بدلہ ہم خود لیں گے۔ معلوم

ہوا کہ محبوب کبریا (ﷺ) کی بارگاہ میں ادنیٰ سی بھی گستاخی کرنے والا خدائے پاک کا دشمن قرار پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو جتنی محبت اپنے محبوب سے ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ اگر ابولہب نے یہ کلمہ کہہ دیا تھا۔ کہ آپ (ﷺ) تباہ ہو جائیں۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ چاہتا تو ابو لہب کو اسی وقت غرق فرما دیتا۔ لیکن پروردگار (عزوجل) نے سرکار (ﷺ) کی شان کائنات پر ظاہر کرنے کے لئے قرآن مجید کی آیت نازل فرمائی۔ تاکہ بنی آدم سے لے کر تا قیامت تک کے لوگوں پر میرے محبوب (ﷺ) کی شان کا چرچا ہو جائے۔ ان سب کا مقصد یہ ہے کہ اگر دنیا و آخرت کی بھلائی چاہتے ہو۔ تو میرے محبوب (ﷺ) کی تعظیم وتوقیر پوری کائنات میں سب سے زیادہ سمجھو۔ حدیث قدسی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے دوست کے ساتھ دشمنی کی میں اُسے اعلان جنگ دیتا ہوں۔

محبوب کی ادائیں نماز ہے

ہر مسلمان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں جو کسی بھی حالت میں معاف نہیں۔ بیماری ہو یا تندرستی چاہے کچھ بھی ہو جائے ہم پر نمازیں پڑھنا لازمی ہیں۔ نماز کسے کہتے ہیں۔ اس کا جواب سن لیجئے۔ اصل میں حضور اکرم (ﷺ) کی اداؤں کا دوسرا نام نماز ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جگہ جگہ نماز قائم کرنے کا حکم فرمایا۔ لیکن کسی جگہ یہ نہیں فرمایا کہ کس طرح پڑھو کتنی رکعتیں پڑھو اگر باقی تفصیل معلوم کرنی ہے۔ تو میرے پیارے محبوب (ﷺ) کے مبارک قول و فعل کو دیکھ لو۔ میرے محبوب پاک (ﷺ) کی زندگی پاک ہی ہمارے سارے احکام کی تفسیر ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ نماز حضور (ﷺ) کی محبوب اداؤں کا نام ہے۔ جو بھی اخلاص کے ساتھ حضور (ﷺ) کی سی ادا کرے گا۔ اسے نماز کہتے ہیں۔ اور اس طرح دوسرے احکام جیسے روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ۔ اگر ہم میں سے کوئی کہے کہ بھئی یہ تو اللہ (عزوجل) کا حکم ہے۔ اس میں حضور (ﷺ) کی اداؤں پر عمل کرنا کون سا ضروری ہے۔ اچھا جی اب آپ اپنے دل و دماغ کو حاضر کر کے سنئے کہ اگر کوئی بندہ رکوع و سجود میں قرآن پڑھ لے اور قیام میں التحیات پڑھ لے

اور جو ترتیب ہے اسے بدل دے تو آپ کا کیا خیال ہے۔ نماز ہو جائے گی ہرگز نہیں ہوگی۔ ارے خدا (عزوجل) کے بندے مقصود تو محبوب (ﷺ) کی ادائیں ہیں۔ نہ کہ صرف تمہارے افعال اسی لئے تو یہ حکم دیا جارہا ہے قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ جس کا ترجمہ ہے کہ رسول اکرم (ﷺ) کی زندگی تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

گناہ اور عبادت کیا ہے

رسول پاک (ﷺ) کی نافرمانی گناہ ہے۔ ہاں اگر کسی کی خطا میں محبوب کبریا (ﷺ) راضی ہوں تو وہ عین عبادت بن جاتی ہے۔ جیسے حج کے دوران نماز مغرب قضا کر کے عشاء کے ساتھ پڑھنا بھی عبادت ہے ویسے ہم سوچیں گے کہ نماز کا وقت چلا جانے سے گناہ ہوگا۔ یہاں پر گناہ نہیں ہوگا۔ بلکہ یہ گناہ بھی ثواب میں لکھا جائے گا۔ کیونکہ یہاں پر ایسا ہی کرنے کا حکم ہے۔ اس میں حضور (ﷺ) کی رضا ہے کہ ہم فرض کی ادائیگی اس طریقے سے کریں۔ حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کا غار ثور میں اپنے آپ کو ڈسوانا خودکشی نہیں بلکہ عبادت ہے۔ خیبر میں حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کا نماز عصر قضا کردینا بھی عبادت میں شمار ہوگا۔ ہاں مگر حضرت فاطمہ الزہرا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی موجودگی میں حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کو دوسری شادی کرنا منع تھا۔ حالانکہ شریعت میں ایک آدمی چار شادی بیک وقت کرسکتا ہے اور یہ جائز ہے لیکن حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کے لئے منع کیوں؟ وہ اس لئے کہ اگر حضرت علی (رضی اللہ عنہ) حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی موجودگی میں دوسری شادی کرتے تو اس سے حضور (ﷺ) کو تکلیف پہنچتی۔ الغرض جنت اس کے لئے ہے جس سے سرکار (ﷺ) راضی ہیں اور جس سے سرکار دو جہاں (ﷺ) ناراض ہوگئے تو دوزخ اس کے لئے ہے۔

سنت پر عمل کے عوض جنت ہے

جو مسلمان بھی اللہ (عزوجل) کے رسول (ﷺ) اور اس کے پیارے بندوں کے طریقے پر چلے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں اس کے عوض جنت عطا کروں گا۔ مثلاً حج میں کیا

ہے کہیں ٹھہرنا، کہیں دوڑنا، کہیں کنکریاں پھینکنا اور کہیں طواف کرنا۔ آخر یہ کام ان تاریخوں میں عبادت کیوں بن گئے۔ اس لیے کہ یہ کام اللہ (عزوجل) کے مقبول بندوں نے ان تاریخوں میں کیئے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو قوم کسی سے مشابہت کرے گی۔ محشر کے دن اسی کے ساتھ اٹھائی جائے گی۔ ہماری ساری نمازوں اور ساری عبادتوں کا بھی یہی حال ہے۔ ہم حضور سرور کونین (ﷺ) کی سنتوں پر عمل کرتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں قیامت کے دن بھی حضور (ﷺ) کی غلامی میں اٹھایا جائے گا۔ جس خوش قسمت کو سرکار دو جہاں (ﷺ) کا قرب حاصل ہوگیا۔ اس پر بھلا عذاب کیسے آسکتا ہے یقیناً اس غلام کا تو بیڑا پار ہو جائے گا۔ کاش ان خوش نصیبوں میں مجھ گناہ گار کا اور آپ سب نیکوکار کا بھی نام آجائے۔ (آمین ثم آمین)

حکم مصطفےٰ (ﷺ) پر عمل کرنا فرض ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے کلام میں مختلف آیات نازل فرما کر ہمیں اپنے حبیب پاک (ﷺ) کا ادب پاک سکھایا کہ اے لوگوں میرے محبوب پاک صاحب لولاک (ﷺ) کا حکم مانو اور تعظیم کرو۔ پروردگار عالم (عزوجل) ارشاد فرماتا ہے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ ۝

اے ایمان والو! اللہ (عزوجل) اور اس کے رسول (ﷺ) کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تم کو بلائے اس امر کی طرف جو تم کو زندگی بخشے۔

پیارے بھائیو! دیکھیے یہ آیتِ کریمہ کس طرح ثناء مصطفےٰ (ﷺ) کے پھولوں کا گلدستہ اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کس طرح قرآن مجید میں اپنے محبوب (ﷺ) کی شان ظاہر فرما کر تعظیم سکھا رہا ہے۔ اے ایمان والو جب تمہیں اللہ (عزوجل) اور اس کے رسول (ﷺ) بلائیں تو فوراً حاضر ہوں۔ اللہ و رسول کی پیروی ہی ہمیں دونوں جہان میں کامیابی سے سرفراز کریگی۔

رازِ محبت

مدینہ منورہ میں ایک بار قحط سالی ہوگئی۔ بارش نہ ہونے کی وجہ سے پانی کی قلت ہوگئی۔

باغات کی فصلیں تباہ ہونے لگیں جمعہ کا دن تھا سرکار دو عالم (ﷺ) خطبہ ارشاد فرمانے کیلئے منبر پر تشریف فرما ہوئے تو ایک صحابی نے عرض کیا۔ یارسول اللہ (ﷺ) بارش نہ ہونے کی وجہ سے بہت نقصان ہورہا ہے۔ رحمت عالمیان (ﷺ) نے اپنے دست مبارک کو حرکت دے کر دعا کیلئے ہاتھ بلند کیئے تو نہ جانے کہاں سے بادل آ گئے۔ ابھی ہاتھ نیچے نہیں کیئے تھے کہ مسجد نبوی شریف کی چھت ٹپکنے لگی۔ بارش کے قطرے حضور اکرم (ﷺ) کے چہرہ انور کو بوسہ دینے کی سعادت حاصل کرنے لگے۔ نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ مدینہ پاک کی گلیوں میں پانی جمع تھا۔ اور آمدورفت میں دقت ہورہی تھی۔ یہ سلسلہ ایک ہفتہ تک چلتا رہا۔ اگلے جمعہ کے دن آقائے نامدار جب دوبارہ منبر پر تشریف لائے۔ تو دوبارہ عرض کیا۔ یارسول اللہ (ﷺ) بارش بہت ہوچکی ہے۔ دعا فرمایئے سرکار (ﷺ) نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھا کر عرض کیا۔

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا لَا عَلَیْنَا   اللہ اب ہمارے آس پاس بارش ہو ہم پر نہ ہو۔

پھر سرکار (ﷺ) نے اپنی انگشت پاک سے بادل کی طرف اشارہ کیا۔ تو بادل پھٹ کر ادھر ادھر ہوگیا۔ واہ قربان جایئے حضور (ﷺ) کے اشارہ انگشت پر کہ بادل فوراً پھٹ گیا اور ہاں! بادل پھٹتا بھی کیسے نہ یہ وہ انگلی کا اشارہ تھا جس نے چاند کو دو ٹکڑے کیا تھا اور چاند نے رقص کیا تھا۔ پتھروں سے کلمے پڑھانے والا' خیبر کے مقام پر سورج' عصر کی نماز کیلئے لوٹانے والا بھی یہی اشارہ تھا۔ عشق و محبت کا راز دیکھیئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ بھی تو دیکھ رہا تھا کہ میرے محبوب (ﷺ) کے شہر پاک میں پانی کی قلت ہورہی ہے لیکن بارش نہ برسائی مگر جب سرکار (ﷺ) نے دعا کی تو اسی وقت بارش شروع ہوگئی مگر کیوں؟ یہ بھی راز محبت تھا کہ مجھے میرا محبوب (ﷺ) کہے تو میں بارش برساؤں۔ تاکہ کائنات کو پتہ چل جائے کہ رب تعالیٰ اپنے محبوب (ﷺ) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ رد نہیں فرماتا اور پروردگار (عزوجل) نے بھی اپنے حبیب (ﷺ) کے منہ سے اس وقت تک نہ کہلوایا جب تک آپ (ﷺ) کی بارگاہ میں غلاموں نے آکر التجا نہ کی۔

حضور (ﷺ) کے مقام کا انکار کفر ہے

اخنس ابن قیس ابو جہل کا گہرا دوست تھا ایک دن اخنس کی ملاقات ابو جہل سے تنہائی میں ہوئی۔ اخنس نے کہا یار میں اور تم اب تنہائی میں بیٹھے ہیں۔ یہ بات صرف میرے اور تیرے درمیان رہے گی کہ محمد (ﷺ) سچے ہیں یا جھوٹے۔ ابو جہل نے کہا اللہ (عزوجل) کی قسم محمد (ﷺ) سچے ہیں۔ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ لیکن بات یہ ہے کہ قصی کی اولاد ہے۔ ان کے خاندان میں تمام بزرگیاں پہلے ہی سے ہیں۔ بیت اللہ کے پانی بلانے والے اور خانہ کعبہ کے خادم وغیرہ بھی یہی ہیں۔ اب نبوت بھی انہی میں پہنچی جارہی ہے تو باقی قریشیوں کے لئے کونسی عزت باقی رہ گئی ہے۔ ترمذی میں ہے۔ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے ایک بار ابو جہل حضور (ﷺ) کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا ہم آپ کو نبی نہیں مانتے۔ ہم تو اس کتاب کو بھی جھوٹا کہتے ہیں جو آپ لائے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ	ہم کو معلوم ہے کہ آپ کو رنج دیتی ہے وہ بات جو
يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ	یہ کہہ رہے ہیں تو وہ تم کو نہیں جھٹلاتے بلکہ ظالم
الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ۝	اللہ (عزوجل) کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں

تفسیر: اس آیت پاک سے حضور (ﷺ) کی چند طرح سے عظمت بیان ہوتی ہے۔ حضور سرور کونین (ﷺ) رب تعالیٰ کے ایسے محبوب ہیں کہ اگر کسی بات سے دل مبارک کو رنج پہنچ جاوے تو رب تعالیٰ اس مبارک دل کو تسکین فرماتا ہے۔ کفار جو ایذا دیں کہ آپ (ﷺ) رسول نہیں ہیں۔ ہم آپ کو نہیں مانتے تو اس لیے طبع پر گراں گذرتا تھا۔ تو رب تعالیٰ نے کس انداز سے فرمایا۔ پیارے یہ تم کو نہیں جھٹلاتے یہ تو ہم کو اور ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں تم کیوں رنج کرتے ہو دیکھئے پروردگار (عزوجل) کس طرح اپنے محبوب (ﷺ) کے قلب کو پرچار ہا ہے۔ کہ یہ تمہیں جھوٹا نہیں کہتے ہمیں کہتے ہیں۔ دوسری طرح اس آیت کی تفسیر یہ بھی ہوسکتی ہے۔ اے محبوب (ﷺ) آپ کی نبوت کا انکار آپ کے کمالات پر اعتراض اور آپ کی تعریف پر چڑ جانے میں حقیقت یہ ہے ہمارا اور ہماری آیتوں کا انکار ہے اگر کوئی بادشاہ کسی کو افسر بنا کر اپنی

باغات کی فصلیں تباہ ہونے لگیں جمعہ کا دن تھا سرکار دو عالم (ﷺ) خطبہ ارشاد فرمانے کیلئے منبر پر تشریف فرما ہوئے تو ایک صحابی نے عرض کیا۔ یارسول اللہ (ﷺ) بارش نہ ہونے کی وجہ سے بہت نقصان ہورہا ہے۔ رحمت عالمیان (ﷺ) نے اپنے دست مبارک کو حرکت دے کر دعا کیلئے ہاتھ بلند کیئے تو نہ جانے کہاں سے بادل آ گئے۔ ابھی ہاتھ نیچے نہیں کیئے تھے کہ مسجد نبوی شریف کی چھت ٹپکنے لگی۔ بارش کے قطرے حضور اکرم (ﷺ) کے چہرہ انور کو بوسہ دینے کی سعادت حاصل کرنے لگے۔ نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ مدینہ پاک کی گلیوں میں پانی جمع تھا۔ اور آمدورفت میں دقت ہورہی تھی۔ یہ سلسلہ ایک ہفتہ تک چلتا رہا۔ اگلے جمعہ کے دن آقائے نامدار جب دوبارہ منبر پر تشریف لائے۔ تو دوبارہ عرض کیا۔ یارسول اللہ (ﷺ) بارش بہت ہوچکی ہے۔ دعا فرمایئے سرکار (ﷺ) نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھا کر عرض کیا۔

اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا لَا عَلَيْنَا   اللہ اب ہمارے آس پاس بارش ہو ہم پر نہ ہو۔

پھر سرکار (ﷺ) نے اپنی انگشت پاک سے بادل کی طرف اشارہ کیا۔ تو بادل پھٹ کر ادھر ادھر ہوگیا۔ واہ قربان جایئے حضور (ﷺ) کے اشارہ انگشت پر کہ بادل فوراً پھٹ گیا اور ہاں! بادل پھٹتا بھی کیسے نہ یہ وہ انگلی کا اشارہ تھا جس نے چاند کو دو ٹکڑے کیا تھا اور چاند نے رقص کیا تھا۔ پتھروں سے کلمے پڑھانے والا' خیبر کے مقام پر سورج' عصر کی نماز کیلئے لوٹانے والا بھی یہی اشارہ تھا۔ عشق و محبت کا راز دیکھئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ بھی تو دیکھ رہا تھا کہ میرے محبوب (ﷺ) کے شہر پاک میں پانی کی قلت ہورہی ہے لیکن بارش نہ برسائی مگر جب سرکار (ﷺ) نے دعا کی تو اسی وقت بارش شروع ہوگئی مگر کیوں؟ یہ بھی راز محبت تھا کہ مجھے میرا محبوب (ﷺ) کہے تو میں بارش برساؤں۔ تاکہ کائنات کو پتہ چل جائے کہ رب تعالیٰ اپنے محبوب (ﷺ) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ رد نہیں فرماتا اور پروردگار (عزوجل) نے بھی اپنے حبیب (ﷺ) کے منہ سے اس وقت تک نہ کہلوایا جب تک آپ (ﷺ) کی بارگاہ میں غلاموں نے آکر التجا نہ کی۔

حضور (ﷺ) کے مقام کا انکار کفر ہے

اخنس ابن قیس ابوجہل کا گہرا دوست تھا ایک دن اخنس کی ملاقات ابوجہل سے تنہائی میں ہوئی۔ اخنس نے کہا یار میں اور تم اب تنہائی میں بیٹھے ہیں۔ یہ بات صرف میرے اور تیرے درمیان رہے گی کہ محمد (ﷺ) سچے ہیں یا جھوٹے۔ ابوجہل نے کہا اللہ (عزوجل) کی قسم محمد (ﷺ) سچے ہیں۔ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ لیکن بات یہ ہے کہ قصی کی اولاد ہے۔ ان کے خاندان میں تمام بزرگیاں پہلے ہی سے ہیں۔ بیت اللہ کے پانی بلانے والے اور خانہ کعبہ کے خادم وغیرہ بھی یہی ہیں۔ اب نبوت بھی انہی میں پہنچی جارہی ہے تو باقی قریشیوں کے لئے کونسی عزت باقی رہ گئی ہے۔ ترمذی میں ہے۔ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے ایک بار ابوجہل حضور (ﷺ) کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا ہم آپ کو نبی نہیں مانتے۔ ہم تو اس کتاب کو بھی جھوٹا کہتے ہیں جو آپ لائے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِىْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ۝

ہم کو معلوم ہے کہ آپ کو رنج دیتی ہے وہ بات جو یہ کہہ رہے ہیں تو وہ تم کو نہیں جھٹلاتے بلکہ ظالم اللہ (عزوجل) کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں

تفسیر: اس آیت پاک سے حضور (ﷺ) کی چند طرح سے عظمت بیان ہوتی ہے۔ حضور سرور کونین (ﷺ) رب تعالیٰ کے ایسے محبوب ہیں کہ اگر کسی بات سے دل مبارک کو رنج پہنچ جاوے تو رب تعالیٰ اس مبارک دل کو تسکین فرماتا ہے۔ کفار جو ایذا دیں کہ آپ (ﷺ) رسول نہیں ہیں۔ ہم آپ کو نہیں مانتے تو اس لیے طبع پر گراں گذرتا تھا۔ تو رب تعالیٰ نے کس انداز سے فرمایا۔ پیارے یہ تم کو نہیں جھٹلاتے یہ تو ہم کو اور ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں تم کیوں رنج کرتے ہو دیکھیے پروردگار (عزوجل) کس طرح اپنے محبوب (ﷺ) کے قلب کو پرچا رہا ہے۔ کہ یہ تمہیں جھوٹا نہیں کہتے ہمیں کہتے ہیں۔ دوسری طرح اس آیت کی تفسیر یہ بھی ہوسکتی ہے۔ اے محبوب (ﷺ) آپ کی نبوت کا انکار آپ کے کمالات پر اعتراض اور آپ کی تعریف پر چڑ جانے میں حقیقت یہ ہے ہمارا اور ہماری آیتوں کا انکار ہے اگر کوئی بادشاہ کسی کو افسر بنا کر اپنی

قسم! اگر اس پیالے سے ساری کائنات بھی سیر ہو کر دودھ پیتی تو بھی پیالے سے دودھ ختم نہ ہوتا۔ یہی تو سرکار (ﷺ) کا معجزہ تھا۔ اور اسی ضمن میں آپ کا ایمان تازہ کرنے کے لئے ایک اور حدیث پاک بیان کرتا ہوں سکون قلب کے ساتھ سماعت فرمائیں۔

کھانے میں برکت

حضرت ابو ایوب انصاری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضور اکرم (ﷺ) اور حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے لیے کھانا تیار کروایا۔ یعنی اسے دو بندے سیر ہو کر کھا سکتے تھے۔ پھر حضور تاجدار عرب و عجم (ﷺ) نے مجھ سے ارشاد فرمایا۔ جاؤ انصار میں سے تیس (۳۰) بندوں کو بلا لاؤ۔ تو اس کھانے کو تیس بندوں نے کھایا اور کھانا اتنا ہی باقی بچ گیا۔ پھر فرمایا ساٹھ بندوں کو بلواؤ۔ انہوں نے بھی سیر ہو کر کھایا۔ لیکن کھانا پھر بھی بچ گیا۔ پھر فرمایا جاؤ ستر کو لے آؤ وہ بھی آگئے۔ انہوں نے بھی کھانا سیر ہو کر کھایا۔ قربان جایئے سرکار (ﷺ) کے معجزے پر کہ پھر بھی کھانا بچ گیا۔ اور ان سب لوگوں میں کوئی ایسا نہ تھا۔ جو اسلام کی دولت سے سرفراز ہو کر بیعت نہ کر کے نکلا ہو۔ حضرت ابو ایوب انصاری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میرے اس دو بندوں کے کھانے کو (۱۸۰) لوگوں نے کھایا۔

محترم مسلمان بھائیو! گذشتہ حدیث کی طرح اس میں بھی آپ نے دیکھا کہ دو بندوں کے کھانے کو (۱۸۰) لوگوں نے کھایا اور پھر بھی بچ گیا۔ اس کھانے کو مزید لوگوں میں بھی کھلایا جاسکتا تھا۔ مزید آپ نے دیکھا کہ (۱۸۰) لوگوں نے صرف کھانا ہی نہیں کھایا بلکہ کلمہ پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور دنیا و آخرت میں سرکار (ﷺ) کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں مضبوطی سے تھام کر اپنی عاقبت کو بھی سنوار لیا۔

نومولود بچے کی گواہی

ایک کافرہ عورت اپنے دو ماہ کے بچے کو اپنی چادر میں لپیٹ کر امتحان نبوت کے لئے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔ جونہی وہ عورت حاضر ہوئی تو بچے نے چادر کے اندر سے کہا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ۔ سرکار ہم حاضر دربار ہو گئے ہیں۔ بچے کی ماں نے غصہ سے بھر

کر کہا۔ خبردار چپ ہو جا کس نے یہ تجھے کلمہ شہادت سکھا دیا۔ بچے نے جواب دیا۔ اے اماں مجھے یہ کلمہ شہادت میرے رب تعالیٰ نے سکھایا ہے اور اس وقت حضرت جبرائیل (علیہ السلام) میرے اور خدا کے درمیان قاصد بن کر مجھ سے یہ کلمہ حق کہلا رہے ہیں۔ پھر رسول خدا (ﷺ) نے فرمایا اے شیر خوار بچے! تیرا نام کیا ہے یہ بتا اور تو اللہ (عزوجل) اور اس کے رسول (ﷺ) کا فرمانبردار بن جا۔ تو اس بچے نے جواب دیا یارسول اللہ (ﷺ) خدا کے نزدیک تو میرا نام عبدالعزیز ہے۔ مگر میری اس کمینی ماں نے میرا نام عبدالعزّیٰ رکھ دیا ہے۔

یارسول اللہ (ﷺ) مجھے اس خدا کی قسم جس نے آپ کو پیغمبری عطا فرمائی ہے میں عزّیٰ بت سے پاک بیزار و بری ہوں۔ (مثنوی شریف)

محترم مسلمان بھائیو! دیکھا آپ نے کہ کس طرح دو ماہ کے بچے نے حضور علیہ السلام کے نبی ہونے کی گواہی دی۔ حالانکہ اس بدبخت عورت نے تو یہ سوچا تھا کہ اگر آپ (ﷺ) نبی ہونگے تو اس بچے کو بلوا سکیں گے۔ اور آج ہی ان کا پتہ چل جائے گا۔ تو دو ماہ کے بچے نے بھی رسول پاک (ﷺ) کی سچائی کی گواہی دی اسی طرح ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ مکہ مکرمہ میں ایک عورت ایک بچے کو لے کر آئی جو اسی دن پیدا ہوا تھا جو اہل یمامہ سے تھا لے کر حضور پر نور (ﷺ) کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ سرکار (ﷺ) نے بچے سے پوچھا۔ اے بچے میں کون ہوں۔ تو بچے نے با آواز بلند کہا۔

قال انت رسول اللہ — کہا آپ علیہ السلام اللہ کے رسول (ﷺ) ہیں۔

اس بچے نے تو کبھی سرکار (ﷺ) کی زیارت بھی نہیں کی۔ لیکن پھر بھی کہہ دیا کہ آپ (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ حضرت عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) کا بیان ہے کہ میں نے پہلی مرتبہ حضور اکرم (ﷺ) کا دیدار کیا۔ تو میں نے پہلی مرتبہ ہی دیکھتے پہچان لیا اور مان لیا کہ آپ (ﷺ) کا چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔ بے شک آپ اللہ کے نبی (ﷺ) ہیں۔

خوفناک سازش

جب اسلام کے آفتاب کی کرنیں دور دراز علاقوں میں پھیلنے لگیں۔ دینِ حق کی روشنی جگہ

جگہ نمودار ہونے لگی۔ ظلمتوں اور شرک کا سورج غروب ہونے لگا۔ تو کفار نے ناپاک عزائم کے ساتھ شمع حق کو بجھانا چاہا۔ لیکن ہر جگہ ناکامی ہوئی۔ پھر انہوں نے ایک تدبیر سوچی کہ کسی طرح مسلمانوں کے سردارِ اعظم (ﷺ) کو شہید کر دیا جائے۔ لہٰذا کفار نے یہ کام ایک عورت کے ذمہ لگایا اور اس عورت کا نام زینب بنت الحارث تھا۔ اس عورت نے بکری کے گوشت میں زہر ملا کر والی دو جہان (ﷺ) کے دستر خوان پر رکھا۔ چنانچہ بشر بن البراء صحابی (رضی اللہ عنہ) اس گوشت کی ایک بوٹی کھاتے ہی فوراً زہر کے اثر سے شہید ہو گئے۔ مگر رحمت عالم (ﷺ) نے ایک بوٹی کو ہاتھ میں لے کر منہ سے لگایا۔ تو گوشت کی بوٹی پکار اٹھی۔ یا رسول اللہ (ﷺ) مجھے ہرگز تناول نہ فرمایئے گا۔ اس عورت نے میرے اندر زہر ملایا ہے۔ رحمت عالمیان (ﷺ) نے اس عورت سے پوچھا۔ کیا تو نے اس گوشت کے اندر زہر ملایا ہے۔ تو اس نے اقرار کرتے ہوئے پوچھا۔ آپ (ﷺ) کو کس نے بتا دیا۔ سرکار (ﷺ) نے فرمایا کہ مجھے اس گوشت نے خبر دی ہے کہ میرے اندر اس عورت نے زہر ملایا ہے۔ یہودیہ عورت نے بات بناتے ہوئے کہا۔ میں تو آپ (ﷺ) کے امتحان کیلئے یہ سب کچھ کیا تھا کہ اگر آپ سچے نبی ہونگے تو آپ کو کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ اگر آپ (ﷺ) نبی نہ ہونگے۔ تو اس طرح آپ کو قتل کر کے ہمیں آرام ہو جائے گا۔ (مشکوٰۃ)

پیارے محترم بھائیو! دیکھا آپ نے کہ ہمارے آقائے نامدار (ﷺ) کے خلاف کیسی کیسی خفیہ تدبیریں استعمال کی گئیں۔ کفار نے کیا کچھ نہیں کیا۔ لیکن جس کی حفاظت اللہ پاک کرے اس کو کون نقصان پہنچا سکتا ہے۔

وادی میں لاش

حضور تاجدار عرب وعجم (ﷺ) نے ایک شخص کو دین اسلام کی دعوت دی۔ تو اس شخص نے کہا میں اس وقت تک ایمان نہ لاؤں گا۔ جب تک آپ (ﷺ) میری بچی جو مر چکی ہے اس کو زندہ نہ فرما دیں۔ پھر سرکار دو جہاں (ﷺ) نے فرمایا۔ مجھے اس کی قبر دکھاؤ۔ اس نے کہا میں نے اپنی بچی کی لاش کو وادی میں ڈال دیا تھا۔ سرکار (ﷺ) نے فرمایا چلو مجھے وادی دکھاؤ۔ جب وادی دکھائی گئی۔ حضور پر نور (ﷺ) نے اس لڑکی کو آواز دی۔ تو لڑکی نے جواب دیا کہا۔

لبیک وسعدتک (حاضر ہوں فرمانبردار ہوں) پھر حضور اکرم (ﷺ) نے اس لڑکی سے فرمایا کیا تو دنیا میں دوبارہ آنا پسند کرتی ہے۔ اس نے کہا نہیں خدا کی قسم! میں نے آخرت کو دنیا سے بہتر پایا ہے۔ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا تیرے ماں باپ ایمان لا چکے ہیں۔ اگر تو پسند کرے تو دنیا میں لوٹا دوں؟ اس نے کہا مجھے ماں باپ کی ضرورت نہیں ہے میں نے اپنے ربّ (عزوجل) کو ان سے بہتر اور مہربان تر پایا ہے۔

سبحان اللہ! قربان جائیں۔ اس آقا و مولیٰ (ﷺ) کی شان و اختیار پر۔ ہمارے آقا (ﷺ) فرمارہے ہیں۔ کہ اے لڑکی اگر تو دنیا میں واپس آنا پسند کرے تو تجھے دوبارہ لوٹادوں۔ واہ ہمارے آقا (ﷺ) کے پاس اتنے اختیارات ہیں۔ تو پھر اس پروردگار (عزوجل) کے محبوب (ﷺ) کی ثناء کیوں نہ بیان کی جائے جس نے لڑکی کو اللہ (عزوجل) کے حکم سے نہ صرف زندہ فرمادیا بلکہ اس مردہ لڑکی کی مرضی پوچھی کہ بتاؤ دوبارہ دنیا میں آنا پسند کروگی یا نہیں۔

پتھر کا تیرنا

امام فخر الدین رازی (رحمتہ اللہ علیہ) اپنی تفسیر میں بیان کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضور پر نور (ﷺ) ایک ندی کے کنارے شریف فرما تھے۔ وہاں پر عکرمہ ابن ابی جہل بھی آنکلا۔ اور کہنے لگا اگر آپ واقعی پروردگار (عزوجل) کے سچے نبی (ﷺ) ہیں۔ تو وہ پتھر جو ندی کے دوسرے کنارے پر ہے اسے حکم دیجئے کہ وہ پانی میں تیر کر آئے اور پانی کے نیچے نہ جائے۔ سردار انبیاء (ﷺ) نے اس پتھر کو حکم دیا تو وہ پتھر پہلے اپنی جگہ سے تھوڑا سا ابھرا اور پانی میں تیرنا شروع کیا اور وہ پتھر سرکار (ﷺ) کے قدموں میں رک گیا اور باآواز بلند پڑھنے لگا۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

پھر حضور (ﷺ) نے فرمایا اے عکرمہ اب خوش ہو۔ اتنا کافی ہے؟ عکرمہ نے کہا اب اسے حکم دیجئے۔ یہ واپس اپنی جگہ پر چلا جائے۔ حضور (ﷺ) نے ارشاد فرمایا اور وہ پتھر دوبارہ پانی میں تیرتا ہوا اپنی جگہ پر جا کر نصب ہو گیا۔

پیارے مسلمان بھائیو! دیکھئے ہمارے میٹھے مدنی مصطفےٰ (ﷺ) کی شان کہ پتھر کو حکم دیا۔

وہ بھی پانی میں تیرے گا۔ لکڑی کی بنی ہوئی کشتی ہو وہ پانی میں تیرے یہ اتنے بڑے کمال کی بات نہیں۔ لیکن پتھر پانی میں تیرے یہ ہے کمال۔

کائنات کا محور

اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین و آسمان سورج' چاند' ستارے' دن رات الغرض پوری کائنات کو بنایا۔ عرش وکرسی کو بھی سجایا۔ یہ سارے کا سارا کچھ کس لیے کیا گیا۔ چنانچہ سَعَادَۃُ الدَّارَیْنِ۔ میں نقل ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے پوری کائنات چرند۔ پرند۔ ازل ابد اور روئے زیر کا ہر ذرہ اپنے محبوب پاک صاحب لولاک (ﷺ) کی شان وعظمت ظاہر فرمانے کیلئے پیدا فرمایا۔ اگر ہم نے اپنے محبوب (ﷺ) کا جلوہ ظاہر نہ فرمانا ہوتا۔ تو ہم کائنات کی کسی چیز کو پیدا نہ فرماتے۔ مقصود تو صرف نور محمدی (ﷺ) کو ظاہر کرنا تھا۔ ثابت ہوا کہ حضور پرنور (ﷺ) پوری کائنات کا محور ہیں۔ یعنی مرکز ومحور حضور (ﷺ) کی ذات پاک ہے۔

بچوں کا زندہ ہونا

حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) نے ایک مرتبہ سرکار ابد قرار (ﷺ) کی بارگاہ میں دعوت پیش کی۔ حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) کی دعوت کو قبول فرمالیا گیا۔ یہ عاشق رسول (ﷺ) اپنے گھر جاکر دعوت کے انتظامات میں مصروف ہوگیا۔ حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) نے ایک بکری کو ذبح کیا۔ اس کا گوشت وغیرہ بنا کر پکانے کی غرض سے چولہے پر چڑھادیا گیا۔ حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) جب بکری کو ذبح کررہے تھے۔ تو ان کے دونوں بیٹے انہیں دیکھ رہے تھے۔ بچے باپ کو دیکھ کر نقل کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی کو زمین پر لٹا کر باپ کی طرح نقل کرتے ہوئے اپنے بھائی کے گلے پر چھری چلادی۔ بچے کے گلے پر چھری چلنے کی وجہ سے بچے کا انتقال ہوگیا۔ ماں نے اپنے بچوں کو جب اس حالت میں دیکھا۔ تو بھاگ کر آئی۔ بڑا بچہ اپنی ماں کے خوف کی وجہ سے چھت پر چڑھ گیا۔ ماں بھی اس کے پیچھے گئی۔ تو بچے نے چھت سے چھلانگ لگادی۔ بڑا بچہ بھی نیچے گرتے ہی مرگیا۔ اب ماں نے سوچا کہ سرکار (ﷺ) تشریف لانے والے ہیں۔ کہیں ان کی دعوت میں خلل نہ پڑجائے۔ ماں نے اپنے دونوں بچوں کی لاشوں کو اٹھا کر اندر کمرے میں رکھ کر

اوپر کپڑا ڈال دیا۔ سرکار پروقار (ﷺ) جب تشریف لائے۔ جب کھانا شروع ہونے لگا تو سرکار (ﷺ) نے ارشاد فرمایا۔ اے جابر (ؓ) جاؤ اپنے بچوں کو بلالاؤ۔ حضرت جابر (ؓ) نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ﷺ) آپ کھانا تناول فرمائیں۔ بچوں کے بارے میں ٹال مٹول کرنی چاہی۔ تو حضور (ﷺ) نے ارشاد فرمایا۔ ہم بچوں کے ساتھ کھانا کھائیں گے۔ پھر حضرت جابر (ؓ) نے سارا واقعہ حضور (ﷺ) کی خدمت میں عرض کردیا۔ تو حضور (ﷺ) نے ارشاد فرمایا۔ جاؤ جابر (ؓ) اپنے بچوں کو اٹھالاؤ۔ بچے آجائینگے حضرت جابر (ؓ) اپنے بچوں کے پاس گئے اور جاکر اٹھایا۔ اسی وقت بچے اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر حضور تاجدار مدینہ (ﷺ) نے بچوں کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ (مدارج النبوت)

واہ کیا بات ہے۔ مدنی آقا (ﷺ) کی شان کی کہ مردہ بچوں کو زندہ فرمادیا۔ محترم مسلمان بھائیو! ایک نکتہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ اولاً تو جب سرکار (ﷺ) کو غیبی علوم اور اپنے رب (عزوجل) کے فضل سے پہلے ہی پتہ تھا۔ بعد میں جب حضرت جابر (ؓ) نے یہ سارا کچھ سنایا۔ تو میٹھے مصطفےٰ (ﷺ) نے فرمایا۔ جاؤ انہیں اٹھالاؤ آجائیں گے۔ بلکہ یہ نہیں فرمایا کہ ٹھہر جاؤ۔ وحی کا انتظار کرلینے دو۔ یا میں دعا کرتا ہوں۔ جب قبول ہوگی۔ تو بچے زندہ ہونگے۔ بلکہ یہ فرمادیا۔ جاؤ بچو کو اٹھالاؤ۔ بچے آجائیں گے۔ لاکھوں درود و سلام اس رحمت العالمین (ﷺ) کی شان واختیار پر کہ فرمادیا جاؤ بچوں کو اٹھالاؤ۔

حاضری مصطفےٰ (ﷺ) سے نماز نہیں ٹوٹتی

حضرت ابی ابن کعب (ؓ) نماز پڑھ رہے تھے۔ حضور اکرم (ﷺ) نے آواز دی جلدی سے نماز پوری کرنے کے بعد حاضر خدمت ہوگئے حضور (ﷺ) نے ارشاد فرمایا۔ دیر کیوں ہوئی؟ عرض کیا نماز میں تھا۔ سرورکائنات (ﷺ) نے فرمایا۔ کیا تو نے رب تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا کہ جب تمہیں میرا محبوب (ﷺ) بلائے تو فوراً حاضر ہوجاؤ۔ بہت سے فقہاء نے فرمایا ہے کہ نمازی بحالت نماز حضور (ﷺ) کی خدمت میں بلانے پر حاضر ہوجائے جو کچھ کہیں پورا کرے۔ پھر بھی نماز ہی میں رہے گا۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ نمازی نے کلام بھی کیا۔ تو کس سے کیا؟ ان سے

کہ جن کو نماز میں سلام کرنا واجب ہے نہ کرنے سے نماز مکمل نہیں ہوتی۔ ہاں اگر کسی اور کو سلام کرتا تو نماز ختم ہوتی نا۔ اگر کعبے سے سینہ پھرا تو کس طرف پھرا؟ ادھر جو کعبہ کے بھی کعبہ ہیں اگر چلا تو کدھر چلا۔ بارگاہ مصطفےٰ کی طرف جو سعادت و عبادت ہے پھر نماز کیسے جا سکتی ہے۔

مسئلہ: اگر نماز میں کسی کا وضو چلا جائے تو وہ جائے وضو کر کے دوبارہ آ کر نماز وہاں ہی سے شروع کر دے جہاں سے چھوڑ کر گیا تھا۔ یہاں پر جب وضو کے لئے پانی کی طرف چلا تو سینہ بھی کعبہ سے پھر گیا۔ عمل کثیر بھی کیا۔ نماز بھی درمیان سے چھوڑی لیکن مسئلہ ہے کہ نماز ہی میں رہے گا۔ تو پھر سرور کائنات (ﷺ) تو رحمت الٰہی کا سمندر ہیں۔ آپ کی طرف جانا نماز کو کس طرح فاسد کر سکتا ہے۔ یہ تو مسئلہ حل ہو گیا کہ نماز حضور (ﷺ) کے بلانے سے نہیں ٹوٹتی۔ بلکہ اگر چلا جائے تو نماز ہی میں رہے گا۔

جانوں کے مالک

حضور (علیہ السلام) نے ایک بار صحابہ کرام کو حکم دیا کہ غزوہ تبوک پر جانے کی تیاری کرو۔ سب صحابہ کرام (علیہم رضوان) نے غزوہ تبوک پر جانے کے لئے بھرپور تیاری شروع کر دی چند صحابہ کرام (علیہم رضوان) نے عرض کیا۔ یارسول اللہ (ﷺ) ہم اپنے گھروں میں جا کر اپنے والدین سے مشورہ کر لیں۔ اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُم

ترجمہ: نبی (ﷺ) مسلمانوں کے ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہیں اور ان کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب (ﷺ) کی شان ظاہر فرمانے کے ساتھ ساتھ ہمیں کیا پوری کائنات تک کے مسلمانوں کو سبق سکھا دیا کہ تم تو مشورے کی باتیں کرتے ہو۔ میرا نبی (ﷺ) تو تمہاری جانوں کے تم سے بھی زیادہ مالک ہیں۔ اس آیت پاک کا مطلب یہ ہوا کہ سرکار (ﷺ) کو تم پر اتنا اختیار ملکیت ہے کہ اتنی ملکیت تمہاری جان کو بھی نہیں۔ سرکار (ﷺ) کا حکم ملنے پر چاہے ماں باپ کہے یا نہ کہے۔ تمہارا دل قبول کرے یا نہ کرے۔ تمہارے کا مول

سے فرصت تمہیں ہو یا نہ ہو بہر حال سرکار (ﷺ) کی اطاعت واجب ہی نہیں بلکہ فرض ہے۔

حضرت سہل (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ سنت رسول (ﷺ) کی لذت وہ کبھی نہیں پا سکتا۔ جو اپنی جان و مال، ماں باپ، اولاد، الغرض اپنی ہر چیز کو حضور (ﷺ) کی بالکل ملکیت نہ سمجھے۔ یعنی دنیا کی ہر چیز جاہ و جلال عزت و مال والدین و اولاد، مال و دولت۔ ان تمام چیزوں کو سرکار (ﷺ) کے حکم کے سامنے ہیچ سمجھے۔ سب سے بڑھ کر حضور (ﷺ) کے فرمان کا پاس ہونا چاہئے۔

شہر مصطفےٰ (ﷺ) کی قسم

اللہ تبارک و تعالیٰ کو جس قدر محبت اپنے محبوب پاک (ﷺ) سے ہے اس کے اندازے کے لئے اگر سارے سمندر کو روشنائی اور پوری دنیا کو کاغذوں سے لکھ کر بھر دیا جائے۔ تو پھر بھی محبت کے ایک نقطے کی بھی تشریح نہیں ہوگی۔ پروردگار (عزوجل) مختلف الفاظ سے اپنے محبوب (ﷺ) کی محبت بیان فرما رہا ہے۔ آیئے میں آپ کو پارہ ۳۰ سورۃ بلد کے پہلے رکوع کی ایک آیت سناتا ہوں۔ یہ آیت آپ کے دلوں میں عشق مصطفےٰ (ﷺ) کی جلتی ہوئی شمع کو مزید روشنی بخشے گی اور آپ کا ایمان تازہ ہو جائے گا۔

لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝

مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو اور تمہارے باپ (ابراہیم) کی قسم اور ان کی اولاد (یعنی تمہاری) قسم۔ (پارہ ۳۰ سورہ بلد رکوع ۱)

رب تعالیٰ اپنے محبوب (ﷺ) کے شہر کی قسم ارشاد فرماتا ہے شہر میں تو کوئی ایسی بات نہیں۔ صرف اس لیے کہ ربّ (عزوجل) کا محبوب (ﷺ) اس شہر میں رہتا ہے یہ بات تو اللہ (عزوجل) نے بھی واضح ارشاد فرمادی کہ اے محبوب (ﷺ) تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔ میں اس شہر کی قسم اس لیے فرما رہا ہوں کہ میرا محبوب (ﷺ) اس شہر میں رہتا ہے۔ اس شہر کی گلیوں میں چلتا ہے۔ اس شہر میں رہ کر میری عبادت کرتا ہے۔ اسی لیے یہ شہر بھی میرے نزدیک تعظیم والا ٹھہرا ہے اور اس شہر کا تعلق میرے محبوب (ﷺ) سے جڑ گیا۔ اس میں ہم نے رحمتیں اور برکتیں نازل فرمادی ہیں تاکہ سب کو پتہ چل جائے کہ میرے محبوب (ﷺ) سے تعلق

جوڑنے والا بھی دوسروں کے نزدیک زیادہ عزت و تکریم والا ٹھہرے گا۔

افضل مکہ یا مدینہ............؟

حضور صاحب لولاک (ﷺ) کی قبر انور کا وہ حصہ جس پر جسم اطہر ہے وہ خانہ کعبہ۔ عرش معلیٰ بلکہ سب سے زیادہ افضلیت کی جگہ ہے۔ اس پر تمام فقہاء علماء ائمہ دین اولیاء عظام اور تمام محدثین کا اتفاق ہے۔

مکہ مکرمہ چند طرح سے خوبیوں کا مالک ہے۔ اولاً تو یہ کہ اسے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے بسایا۔ اس کے لئے دعائیں کیں۔ دوسرا حضرت اسماعیل (علیہ السلام) نے یہاں ہی پرورش پائی اور سردار انبیاء (ﷺ) کی جائے ولادت ہے مکہ مکرمہ میں حج ہوتا ہے۔ مکہ مکرمہ میں جو ایک نیکی کرے گا۔ اسے ایک لاکھ نیکی کا ثواب ملے گا۔ اور جو ایک بدی کرے گا اسے ایک لاکھ بدی بھی اپنے نامۂ اعمال میں لکھوانا ہوگی۔ یعنی مکہ شہر میں جمال کے ساتھ ساتھ جلال بھی ہے۔ حضرت امام مالک (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا۔ قاضی عیاض شفا شریف میں لکھتے ہیں کہ شہر مدینہ مکہ سے زیادہ افضل ہے اور مدینہ شریف میں جو ایک نیکی کرتا ہے۔ اسے پچاس ہزار نیکی کا ثواب ملے گا اور سنئے کہ اگر مکہ میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ درجے ہے۔ تو ایک گناہ بھی تو لاکھ گناہ کے برابر ہے۔ مدینہ منورہ میں ایک نیکی کا ثواب تو پچاس ہزار ہے۔ لیکن ایک بدی کا گناہ ایک ہی ہوگا۔ مکہ مکرمہ میں جمال اور جلال ہے۔ لیکن مدینہ منورہ میں جمال ہی کی بارش ہے۔ مزید فرمایا گیا کہ اس ثواب کو اگر بدرجہ مقبولیت دیکھا جائے۔ تو مدینہ پاک کی ایک ایک رکعت مکہ مکرمہ کی پچاس پچاس ہزار رکعتوں کے برابر ہے۔ حضرت امام مالک (رضی اللہ عنہ) دلائل میں فرماتے ہیں کہ ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ افضل تھا لیکن اب مدینہ پاک افضل ہے۔

آسمانی معجزہ

مختلف کتب میں ہے کہ ابوجہل مکہ مکرمہ میں اسلام کے نور کو پھیلتے ہوئے نہ دیکھ سکا۔ اور جن پر اسے بہت امیدیں تھیں کہ یہ اسلام قبول نہیں کرینگے وہ بھی دائرہ اسلام میں جوق درجوق شامل ہونے لگے یہ دیکھ کر ابوجہل نے یمن کے بہت بڑے سردار حبیب ابن مالک کو پیغام لکھا

کہ لوگ ہمارے دین کو چھوڑے جا رہے ہیں۔ فوراً پہنچو۔ کیونکہ حبیب ابن مالک کو بھی مکہ معظمہ میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو ابوجہل نے سرکار (ﷺ) کے خلاف بہت کچھ کہا۔ حبیب نے کہا کہ اب دوسرے فریق کی بھی بات سن لی جائے۔ حبیب نے حضور (ﷺ) کی بارگاہ میں پیغام پہنچایا کہ میں یمن سے آیا ہوں۔ آپ (ﷺ) کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ سرکار ابد قرار (ﷺ) مع حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) اس مجلس میں تشریف لے گئے۔ تو پوری مجلس میں ہیبت چھا گئی۔ آخر حضور (ﷺ) نے خود ہی دریافت فرمایا کہ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ حبیب نے ہمت کر کے پوچھا۔ تو حضور (ﷺ) نے دعوئے نبوت فرمایا۔ حبیب نے عرض کیا کہ کوئی معجزہ دکھاؤ۔ حضور (ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ جو معجزہ تم کہو گے وہی دکھایا جائے گا۔ حبیب نے کہا۔ ایک تو میں آسمانی معجزہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ دوسرا یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میرے دل میں تمنا کیا ہے۔ فرمایا چل! حضور (ﷺ) نے کوہ صفا پر تشریف لے جا کر انگلی سے اشارہ کیا۔ تو پورا چاند تھا آدھا پہاڑ کے اُدھر اور آدھا پہاڑ کے اِدھر ہو گیا۔ پھر فرمایا۔ سن حبیب تیری ایک لڑکی ہے وہ ہمیشہ بیمار رہتی ہے۔ ہاتھ پاؤں سے معذور ہے تو چاہتا ہے کہ اس کو شفا ہو جائے یہ سنتے ہی حبیب بے اختیار پکار اٹھے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ۝ آئے تو تھے۔ فیصلہ کرنے کیلئے۔ مگر خود اپنے گلے میں غلامی مصطفےٰ (ﷺ) کا پٹہ پہن کر اپنی عاقبت کو بنالیا اور جب گھر پہنچے تو رات کا وقت تھا۔ دروازے پر آواز دی۔ وہ معذور لڑکی جو زمین سے اٹھ نہ سکتی تھی کہا۔ بابا جان میں دروازہ کھولتی ہوں اور دروازہ کھول کر جب باپ کو دیکھا تو وہ لڑکی بھی پڑھ رہی ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ۝ حبیب نے پوچھا بیٹی یہ کلمہ تو نے کہاں سے سیکھا ہے۔ تو وہ کہنے لگی ابا جان۔ میں نے خواب میں چاند سی صورت والے سوہنی اور پیاری زلفوں اور حسین چہرے والے نے مجھ سے کہا کہ بیٹی تیرے باپ تو مکہ میں آ کر مسلمان ہو گئے ہیں۔ تو بھی کلمہ پڑھ لے۔ اور تجھ کو ابھی شفا ہو جائے گی۔ جونہی میں نے کلمہ کے الفاظ دھرائے۔ تو میرے ہاتھ پاؤں سلامت ہو گئے۔ سرکار (ﷺ) کی شان پر قربان جائیں کہ حبیب نے جو بات کہی وہ اسی وقت پوری کی اور جو دل میں تھی وہ صرف معلوم ہی نہیں کی بلکہ اس بچی کو شفا بھی ہو گئی۔ چاند دو ٹکڑے ہونے کی روایات پہلے بھی بیان کی جا چکی ہیں۔ سرکار (ﷺ) کی عظمت و شان کا احاطہ کائنات کے بس کی

بات نہیں ہے۔ مصطفےٰ (ﷺ) کی شان تو مصطفےٰ (ﷺ) کے رب (عزوجل) کو ہی معلوم ہے۔

حیرت انگیز نقطہ

ایک وقت ایسا آئے گا ہر جگہ فتنہ فساد ہوگا ہر بندہ برائی میں ڈوبا ہوا ہوگا۔ ہر طرف ظلمتوں کا دور ہوگا کسی کو بھی آخرت کی فکر نہ ہوگی۔ اٹھارہ ہزار عالموں میں کوئی بھی خدا (عزوجل) کا نام لیوا نہ ہوگا۔ اس وقت میں قیامت آئیگی۔ اس دور میں جب کوئی بھی خدا (عزوجل) کی عبادت کرنے والا نہ ہوگا۔ لیکن ہمارے پیارے آقا میٹھے مدنی مصطفےٰ (ﷺ) کا ذکر پاک اس وقت بھی ہوگا۔ اب ہم اس سوچ میں پڑ جائینگے کہ جب خدا پاک (عزوجل) کی عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا تو اس وقت حضور (ﷺ) کا ذکر کیسے ہوسکتا ہے۔ محترم مسلمان بھائیو! ذہنوں کو حاضر کر کے ذرا سنئے کہ تمام مخلوق میں خدا (عزوجل) کی عبادت نہ ہوگی۔ تو وہ ظاہر ہے فنا ہوجائیگی اور قیامت آجائیگی۔ لیکن ہمارے آقائے نامدار (ﷺ) کا ذکر پاک تو رب (عزوجل) کرتا ہے۔ مخلوق ختم ہوجائیگی خالق کل تو باقی رہے گا اسلئے اس وقت بھی ہمارے میٹھے مصطفےٰ (ﷺ) کا ذکر ہوگا اور جس کا ذکر رب (عزوجل) کرے۔ بھلا وہ ذکر کیسے ختم ہوسکتا ہے۔

غلام کے مانگنے کی انتہاء

حضرت ربیعہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں خدمت کی غرض سے سرکار مدینہ (ﷺ) کے پاس حاضر رہتا۔ ایک مرتبہ میں نے حضور (ﷺ) کو وضو کروایا۔ سرکار (ﷺ) نے خوش ہوکر فرمایا مانگ ربیعہ (رضی اللہ عنہ) میں سرکار (ﷺ) کے منہ سے یہ الفاظ سن کر بہت خوش ہوا۔ میں نے سوچا کہ سرکار (ﷺ) سے کوئی ایسی چیز مانگوں جس میں دنیا و آخرت سمٹ جائے۔ حضرت ربیعہ (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا۔ یارسول اللہ (ﷺ) "اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃ"

میری خواہش ہے کہ میں جنت میں آپ کے ساتھ رہوں یعنی یارسول اللہ (ﷺ) جنت بھی مانگتا ہوں اور جنت میں آپ کے قدموں میں بھی رہنا چاہتا ہوں۔ حضرت ربیعہ (رضی اللہ عنہ) کے مانگنے پر قربان جائیں کہ مانگا بھی تو کیا مانگا جنت میں سرکار (ﷺ) کا قرب۔ سرکار (ﷺ) نے فرمایا۔ اے ربیعہ (رضی اللہ عنہ) اور بھی کچھ مانگو۔ بس یارسول اللہ (ﷺ) یہی کچھ پھر فرمایا۔ اچھا

نماز کثرت سے پڑھتے رہو۔ (مشکوٰۃ)

حالانکہ حضرت ربیعہ (رضی اللہ عنہ) کچھ اور بھی مانگ سکتے تھے۔ اگر ہم جیسے ہوتے تو یقیناً دنیا کی مال و دولت کی فراوانی معاشرے میں رعب دبدبہ اور آسائش و آرائش کی خواہش کرتے لیکن حضرت ربیعہ (رضی اللہ عنہ) زبردست عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے۔ اور یہ بھی جانتے تھے کہ سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قرب مانگ لیا۔ تو یہ سمجھئے کہ پوری کائنات و آخرت بلکہ زمین سے لے کر عرش معلیٰ تک سب کچھ مانگ لیا۔

اسی لیے تو کہا گیا کہ

تجھ سے تجھی کو مانگ کر مانگ لی ساری کائنات
مجھ سا کوئی گدا نہیں تجھ سا کوئی سخی نہیں

کیا شان ہے۔ اختیارات مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کہ اپنے غلام سے خوش ہو گئے۔ تو غلام کو کہہ دیا کہ ربیعہ (رضی اللہ عنہ) جو چاہو مانگ لو۔ معلوم ہوا کہ ہمارے آقا و مولیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس اتنے اختیارات ہیں کہ اپنی مرضی سے فرما رہے ہیں جو چاہو مانگ لو اور یہ نہیں فرمایا کہ پہلے پوچھ لوں۔ یا وحی کا انتظار کروں گا۔ غلام نے جنت مانگ لی۔ پھر بھی فرمایا کہ اور بھی کچھ مانگ لو صحابہ اکرام (علیہم رضوان) کا بھی عقیدہ تھا کہ ہمارے سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) مختار کل ہیں جو کچھ فرمائیں گے وہی ہوگا۔ الحمدللہ ہمارا بھی ایمان یہی ہے کہ سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پروردگار (عزوجل) نے پوری کائنات کا مختار خاص بنایا ہوا ہے۔ اور یہ بھی ہمارا ایمان ہے کہ آخرت میں بھی ہمارے سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسے فرمائیں گے۔ کسی کے حق میں اس کا فیصلہ بھی ویسے ہی ہوگا اور ویسے بھی رب (عزوجل) کا اپنے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) سے وعدہ ہے کہ اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم تمہیں راضی فرمائیں گے۔ اس حدیث میں ہمارے لئے ایک نصیحت بھی ہے۔ کہ جیسے ربیعہ (رضی اللہ عنہ) کے عرض کرنے کے بعد سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ اچھا نماز کی کثرت کیا کرو۔ ہمیں بھی دنیا و آخرت کی نعمتوں سے سرفراز ہونا ہے تو نماز و دیگر عبادات کی پابندی و کثرت کرنی ہوگی۔

محشر میں حضور (ﷺ) کی تلاش

حضرت انس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں میں نے ایک مرتبہ حضور (ﷺ) کی بارگاہ میں عرض کیا۔ یارسول اللہ (ﷺ) کل میدان محشر میں آپ (ﷺ) کہاں ہونگے۔ ہم آپ (ﷺ) کو کیسے ڈھونڈ سکیں گے۔ حضور (ﷺ) نے فرمایا۔ سب سے پہلے مجھے پل صراط پر دیکھنا۔ حضرت انس (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا اگر آپ (ﷺ) وہاں پر نہ ہوئے؟ تو پھر...... فرمایا۔ میزان کے پاس دیکھنا۔ عرض کیا حضور (ﷺ) اگر وہاں بھی نہ پاسکوں تو پھر؟ فرمایا پھر مجھے حوض کوثر پر تلاش کرنا۔ میں ان تینوں جگہوں میں سے ایک نہ ایک جگہ پر ضرور ہونگا۔ (مشکوٰۃ شریف)

پیارے اور محترم مسلمان بھائیو! لاکھوں کروڑوں درود و سلام ایسے غمخوار آقا (ﷺ) پر کہ اپنے غلاموں کی خاطر محشر کے دن پل صراط پر ہونگے اور اپنے غلاموں ہی کی خاطر میزان پر ہونگے۔ تاکہ اپنے غلاموں میں سے جس کسی کے نیکیوں کے پلڑے میں وزن کم ہو۔ اس کو اپنے انعام و الطاف سے بھاری فرمادیں۔ اور پل صراط پر اس لیے کہ اگر میرا کوئی امتی پل صراط پر لڑکھڑا رہا ہو۔ تو اس پر کرم فرما کر اسے پار کرواؤں۔ حوض کوثر پر بھی اسی لیے تشریف فرما ہونگے کہ اپنے پیاسے غلاموں کو بھر بھر کے جام پلاؤں۔ قیامت کے دن سب لوگ نفسا نفسی کے عالم میں ہونگے۔ پیارے مصطفےٰ (ﷺ) کو اپنی امت کی فکر ہوگی۔ کہ میری امت کہیں پل صراط پر پیچھے نہ رہ جائے۔ میزان پر نیکیاں کم نہ ہوجائیں۔ میرا کوئی امتی پیاسا نہ رہ جائے۔ سرکار (ﷺ) اپنے سب غلاموں کو حوض کوثر سے جام بھر بھر کے پلا رہے ہونگے۔

جنت تو ملے گی سرکار کے صدقے

پھر بھلا گھبرائیں کیوں ہم محشر سے

کائنات کی ہر شئے پر نام محمد (ﷺ)

حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضرت آدم (علیہ السلام) نے اپنے صاحبزادے حضرت شیث (علیہ السلام) سے فرمایا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے جب مجھے جنت میں ٹھہرایا تو میں نے ہر جگہ نام محمد (ﷺ) لکھا دیکھا۔ ہر محل و چوبارہ پر یہ نام نظر آیا۔ حضور (ﷺ) کا نام نامی میں نے حورعین کے سینوں جنت کے پتوں شجر طوبیٰ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر اور پردوں کے کناروں پر اور فرشتوں کی آنکھوں میں لکھا پایا۔ (خصائص کبریٰ)

اس روایت سے ہمیں ہمارے حضور (ﷺ) کی شان اور عظمت کا پتہ چلتا ہے کہ پروردگار (عزوجل) نے اپنے محبوب پاک (ﷺ) کا نام نامی کائنات کی ہر چیز پر لکھ کر یہ ظاہر فرمایا ہے کہ اے انسانو اس ہستی کی مثل کوئی نہیں ہوسکتا۔

بلکہ ہمیں سرکار سردار انبیاء (ﷺ) نے خود بھی ارشاد فرمادیا ہے کہ جب میں شب معراج میں آسمانوں سے گذرا۔ سب پر اپنا نام لکھا ہوا پایا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

سبز موتی

حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں۔ ہم حضور (ﷺ) کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک پرندہ دیکھا۔ جس کے منہ میں ایک سبز رنگ کا موتی تھا۔ وہ موتی اس پرندے نے حضور (ﷺ) کے آگے پھینک دیا۔ حضور (ﷺ) نے اس موتی کو دیکھا۔ تو اس سبز رنگ کے موتی میں ایک سبز رنگ کا کیڑا تھا۔ اس کیڑے پر زرد رنگ سے لکھا ہوا تھا۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (حجۃ اللہ علی العالمین)

نام محمد کتنا میٹھا لگتا ہے
پیارے نبی کا ذکر بھی ہم کو کتنا پیارا لگتا ہے

لاٹھی کی روشنی

ایک مرتبہ رات کے وقت صحابہ اکرام (علیہم الرضوان) حضور (ﷺ) کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ محفل برخاست ہونے کے بعد جب صحابہ کرام (علیہم الرضوان) اپنے اپنے گھروں کو جانے لگے۔ تو اندھیری رات تھی۔ حضور (ﷺ) کے اعجاز سے ایک لاٹھی چمکنے لگی صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے سرکار (ﷺ) کے حکم کے مطابق دوسری لاٹھیوں کو اس لاٹھی سے مس

کر کے ان سب کو روشن کر لیا اور اس طرح سب حضرات اپنے اپنے گھروں کو پہنچ گئے۔

ہمارے آقا (ﷺ) کی تو یہ شان ہے جس کو چاہیں اپنے فیض نور سے روشن فرمادیں۔ (خصائص کبریٰ)

روشن کر دیا رات کو چاند سے بہتر
یہ شان ہے میرے عربی لجپال کی

ظہورِ نور

سرکار ابد قرار (ﷺ) کا نور پاک ابھی حضور (ﷺ) کے والد ماجد حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کی پشت انور ہی میں ہے اور آپ (رضی اللہ عنہ) کی پیشانی اس نور کی تنویر سے چمک رہی ہے۔ ایک دفعہ مکہ کی عورت نے آپ (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا۔ تو آپ (رضی اللہ عنہ) سے کہنے لگی کہ آپ (رضی اللہ عنہ) مجھ سے شادی کر لیں۔ حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا میں والدین کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا۔ پھر اس کے بعد حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کا نکاح حضرت آمنہ (رضی اللہ عنہا) سے ہوگیا۔ یہ نور پاک حضرت آمنہ (رضی اللہ عنہا) کے بطن انور میں منتقل ہوگیا۔ تو کچھ دنوں کے بعد آپ (رضی اللہ عنہ) اسی راستے سے گذرے۔ تو اس عورت نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور منہ پھیر لیا۔ حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہ) نے اس سے منہ پھیرنے کی وجہ پوچھی تو اس عورت نے جواب دیا۔ میں نے آپ (رضی اللہ عنہ) کی پیشانی میں جو نور دیکھا تھا وہ اب مجھے نظر نہیں آتا۔ یہ نور ابھی بطن مادر ہی میں ہے۔ والد محترم حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کا انتقال ہوگیا۔ حضور (ﷺ) کے دادا جان نے اپنے بیٹے کے انتقال کے بعد اپنا معمول بنالیا کہ رات کو اٹھتے خانہ کعبہ کا طواف کرتے اور رو رو کر دعا کیا کرتے۔ (خصائص کبریٰ)

تین جھنڈے

حضرت آمنہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ ولادت کی شب میں نے ایک نورانی گروہ آسمان سے اترتا دیکھا۔ جن کے پاس تین جھنڈے تھے۔ انہوں نے ایک جھنڈا تو کعبے پر گاڑ دیا اور ایک بیت المقدس پر اور ایک میرے مکان کی چھت پر پھر میں نے دیکھا کہ آسمان کے ستارے میرے مکان کی طرف جھکے ہوئے ہیں۔ (نزہۃ المجالس)

ملکِ شام کے محلات

حضور سید عالم (ﷺ) جب اس عالم میں تشریف لائے تو حضور (ﷺ) کی والدہ حضرت آمنہ (رضی اللہ عنہا) نے ایک ایسا نور دیکھا جسکی روشنی میں حضرت آمنہ (رضی اللہ عنہا) کو ملک شام کے محلات نظر آنے لگے۔ چنانچہ حضور (ﷺ) خود ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میں پیدا ہوا تو

قَدْ خَرَجَ لَهَا نُوْرٌ اَضَاءَ لَهَا مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ — میری والدہ کیلئے ایک ایسا نور ظاہر ہوا جس سے اسکے سامنے ملک شام کے محلات روشن ہو گئے۔

یہ ہمارے آقا (ﷺ) کے نور کی شان ہے کہ کہاں مکہ کہاں ملک شام ہزاروں میل کا فاصلہ نور مصطفےٰ (ﷺ) کی برکت سے ہی تو سب حجاب اٹھ گئے نا۔

جشنِ ولادت (ﷺ) کا اجر

حضرت عروہ بن زبیر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ثوبیہ نامی عورت پہلے ابولہب کی لونڈی تھیں۔ جب سرکار ابدقرار (ﷺ) کی ولادت مبارک ہوئی۔ تو ثوبیہ لونڈی بھاگتی ہوئی گئی۔ سرکار (ﷺ) کے چچا ابولہب کو یہ خبر سنائی کہ آپ کے ہاں ایک بھتیجا پیدا ہوا ہے۔ ابولہب نے بھتیجے کی خوشی میں انگلی سے اشارہ کیا کہ جا تو آج سے آزاد ہے۔ ابولہب جب مر گیا۔ تو اس کے گھر والوں میں سے کسی نے اسے خواب میں برے حال میں دیکھا۔ تو پوچھا تمہارے ساتھ کیا گذری۔ ابولہب نے کہا۔ میں تم سے جدا ہوتے ہی سخت عذاب میں پھنس گیا ہوں۔ ماسوائے اس کہ ثوبیہ کو آزاد کرنے کے باعث جن انگلیوں سے آزاد کیا تھا۔ مجھے ان انگلیوں سے پانی پلایا جاتا ہے۔ اس حدیث کی شرح میں عظیم محدث امام ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح صحیح البخاری میں لکھا ہے کہ حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں۔ ابولہب جب مرا تو میں نے ایک سال بعد اسے خواب میں دیکھا تو وہ کہہ رہا تھا کہ میں بہت بُرے حال میں ہوں۔ تم سے جدا ہو کر مجھے کوئی راحت نصیب نہیں ہوئی۔ میں سخت عذاب میں مبتلا ہوں۔ لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ ہر پیر کے دن میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔ پیر کے روز تخفیف عذاب کا سبب بھی حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) نے بیان فرمایا کہ یعنی پیر کے دن سرکار (ﷺ) پیدا ہوئے اور

ثوبیہ نے جب ابو لہب کو آپ (ﷺ) کی ولادت کی خوشخبری سنائی تو ابو لہب نے اسے آزاد کر دیا تھا۔ (بخاری شریف)

محترم مسلمان بھائیو! اندازہ لگایئے کہ ابو لہب جیسا کافر جس کی مذمت میں قرآن کی سورۃ نازل ہوئی (جس کا ذکر سورہ لہب میں ہے) کا یہ حال ہے کہ اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ تو جو سرکار (ﷺ) کا امتی سرکار (ﷺ) کی ولادت کی خوشی میں رقم خرچ کرے گا تو اس امتی کو جو آخرت میں مرتبہ ملے گا۔ اس کا اندازہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ ایسے لوگوں کو جو ہمارے پیارے آقا و مولیٰ (ﷺ) کی ولادت کی خوشی کرتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اسے ضرور جنت کے باغوں میں داخل کرے گا۔

چنانچہ حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیع الاوّل
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

شب ولادت میں سب مسلمان نہ کیوں کریں جان و مال قرباں
ابو لہب جیسے سخت کافر خوشی میں جب فیض پا رہے ہیں

فرشتوں کا جھرمٹ

کعب احبار کی حدیث میں ہے کہ جس دن زمین کھولی جائے گی اور میں باہر آؤں گا تو ستر ہزار فرشتوں کا جھرمٹ مجھے گھیرے ہوگا اور مجھے وہ اس شان سے بارگاہ رب العزت میں لے جائیں گے جیسے دلہن کو باراتی دولہا کے گھر لے جاتے ہیں حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ فرمایا میں ہی سب سے اوّل ہوں۔ جس کے لئے زمین شق ہوگی۔ پھر حلہ بہشتی مجھے زیب تن کرایا جائے گا۔ (ایک دوسری روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ مخلوق میں سب سے پہلے جسے حلہ پہنایا جائے گا۔ وہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) ہیں۔ پھر فرمایا ایک کرسی لائی جائے گی۔ جو عرش کے داہنی جانب رکھی جائے گی۔ اس کے بعد مجھے حلہ بہشتی پہنایا جائے گا۔

قبل اس کے کہ کسی بشر کو حلہ بہشتی تقسیم کیئے جائیں اور مجھے عرش کے دائیں جانب کرسی پر بٹھایا جائے گا۔ (صاحب مواہب لدینہ طبرانی)

قربان جائیں اس محبوب (ﷺ) کی شان پر کس اکرام سے خدا (عزوجل) اپنے محبوب پاک (ﷺ) کو اپنے پاس بلائے گا۔ ادھر رب کائنات (عزوجل) کی محبت کا نقشہ دیکھو۔ کہ اپنے پیارے کا استقبال کس شان سے دیکھنا چاہتا ہے اور پھر ساری خدائی کے سامنے حلہ بہشتی بھی پہنایا جائے گا اور عرش کو سجانے کے بعد مہمان خصوصی کے طور پر کرسی پر بٹھایا جائے گا گویا یہ سارا کچھ مہمان خاص ہی کو دکھانے کیلئے کیا گیا ہے۔

قرآن کی گواہی

حضور اکرم (ﷺ) نے جب غزوہ مریسع سے فارغ ہوکر ایک کنویں کے قریب قیام فرمایا۔ تو وہاں حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے خادم جہجاہ غفاری اور عبداللہ ابن ابی منافق کے دوست سنان ابن دبر جہنمی میں لڑائی ہوگئی اس وقت عبداللہ ابن ابی منافق نے سنان کی طرف داری کرتے ہوئے حضور (ﷺ) شان میں گستاخی کی اور معاذ اللہ کہا کہ ہم مدینے پہنچ کر عزت والے ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ (ذلیلوں سے مراد مہاجرین) اور اپنی قوم سے کہنے لگا کہ تم ان مکہ والوں کو اپنا جھوٹا کھانا نہ دو۔ تو یہ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوں۔ اب تم ان لوگوں کو کچھ نہ دو تاکہ یہ لوگ بھاگ جائیں۔ حضرت ابن ارقم کو یہ سن کر تاب نہ رہی۔ انہوں نے اس منافق سے یہ فرمایا کہ تو ہی ذلیل ہے رسول اللہ (ﷺ) کے سر پر تو معراج کا تاج ہے اور خدا (عزوجل) نے تو ان کو قوت اور عزت دی ہے۔ ابن ابی کہنے لگا۔ چپ رہو میں تو یہ باتیں ہنسی سے کہہ رہا تھا۔ زید ابن ارقم نے یہ بات حضور (ﷺ) تک پہنچائی سرکار (ﷺ) نے عبداللہ ابن ابی منافق سے پوچھا۔ کیا تو نے یہ کہا تھا۔ وہ قسم کھا گیا کہ میں نے نہ کہا تھا۔ اسکی قوم کے لوگوں نے عرض کیا کہ عبداللہ ابن ابی منافق بوڑھا آدمی ہے۔ جھوٹ نہیں بول سکتا۔ زید ابن ارقم کو غلط فہمی ہوئی ہوگی۔ اس مقام پر عبداللہ ابن ابی منافق کی مزاحمت میں قرآن کی آیات نازل ہوئیں۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ـ (پارہ ۲۸ سورہ منافقون رکوع ۱)

اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کیلئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

صاحب روح البیان نے فرمایا عبداللہ ابن ابی کے فرزند جلیل القدر صحابی تھے۔ ان کا نام بھی عبداللہ تھا جب ان کو خبر پہنچی کہ میرے باپ نے ایسا ملعون کلمہ منہ سے نکالا ہے۔ تو انہوں نے مدینہ منورہ کے دروازے پر اپنے باپ کو پکڑا۔ اور تلوار سونت لی۔ اور مدینہ پاک میں جانے سے اسے روک دیا اور کہا کہ اے میرے باپ تو اقرار کر کہ اللہ (عزوجل) عزت والا ہے اور محمد رسول (ﷺ) عزت والے ہیں ورنہ ابھی تیری گردن ماردوں گا چنانچہ ڈر کے مارے اس کو یہ اقرار کرنا پڑا حضور (ﷺ) نے یہ واقعہ سنا تو اس فرزند کو دعائیں دیں۔ یعنی معلوم ہوا کہ حضور (ﷺ) کی شان میں گستاخی کرنے والا چاہے سگا باپ ہی کیوں نہ ہو اس کے ساتھ اس سے بھی بُرا سلوک کرنا پڑے تو کرنا چاہئے۔ لیکن حضور (ﷺ) کی شان میں کسی قسم کی بات برداشت نہیں کی جاسکتی۔

امت کے غم میں رونا

حضور (ﷺ) ایک مرتبہ رو رو کر اپنی امت کیلئے دعا مانگ رہے تھے اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جاؤ میرے محبوب سے رونے کا سبب پوچھو۔ دریافت کرنے پر حضور سرور کونین (ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ مجھے میری امت کا غم رلاتا ہے۔ محبوب کبریا (ﷺ) کو اس حالت میں دیکھ کر رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا۔ اے جبریل (علیہ السلام) جاؤ میرے محبوب مصطفےٰ (ﷺ) سے کہہ دو کہ ہم تم کو تمہاری امت کے بارے میں راضی کرلیں گے۔ یعنی اتنا بخشیں گے کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (مسلم شریف) دوسری حدیث پاک میں ہے کہ ہمارے پیارے تاجدار (ﷺ) نے اس آیت کو سن کر فرمایا کہ جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے میں راضی نہ ہوں گا۔ (تفسیر خزائن العرفان)

تمام عالم جہان تو اپنے ربّ کو راضی کرنے کی ہزارہا کوشش کرتا ہے مگر سید الانبیاء (ﷺ)

کی وہ شان ہے کہ رب تعالیٰ اپنے محبوب پاک (ﷺ) کو دے کر راضی فرماتا ہے۔

مقام بلند کیا

سرکار دو جہان (ﷺ) کے فرزند حضرت ابراہیم (رضی اللہ عنہ) یا حضرت قاسم (رضی اللہ عنہ) کا وصال ہوا۔ تو عاص ابن وائل نے اپنی قوم سے کہا کہ میں اس وقت اس ابتر کے پاس سے آ رہا ہوں۔ معاذ اللہ۔ (ابتر عرب میں اس کو کہتے ہیں جس کی نسل ختم ہو جائے)

اس ملعون کی جب یہ بات حضور اکرم (ﷺ) کے گوش مبارک میں پہنچی تو سرکار (ﷺ) کو اس بات کا صدمہ ہوا۔ چنانچہ وحی نازل ہوئی اور اللہ نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ اے محبوب ہم نے آپ کو بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

اے محبوب (ﷺ) آپ کسی دشمن کی بکواس سے غمگین نہ ہوں۔ ہم نے آپ کو کوثر عطا فرما دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بارگاہ الٰہی (عزوجل) میں حضور (ﷺ) کی وہ عظمت ہے کہ اگر کوئی بھی آپ (ﷺ) کو تکلیف پہنچانے کی بے ہودہ کوشش کرے۔ تو رب تعالیٰ اس کو دفع فرماتا ہے۔ کافر سمجھے تھے کہ آپ (ﷺ) کا نام آپ کی مذکر اولاد سے چلتا۔ اب وہ نہ رہی تو نام نہ چلے گا ان کا یہ خیال غلط ہے ذکر اس کا باقی رہتا ہے جس کو ہم باقی رکھیں۔ ہم نے آپ (ﷺ) کا چرچا قیامت تک کیلئے باقی رکھ دیا۔ آج دیکھ لو تقریباً چودہ سو برس گذر گئے۔ اس عرصہ میں بہت سے اولاد والے تخت و تاج والے شاہ و گدا ہر طرح کے لوگ گذر گئے مگر کسی کا نام نہ چلا۔ اگر نام رہا تو محبوب (ﷺ) کا یا جس کو محبوب (ﷺ) نے چمکا دیا۔ آپ (ﷺ) کی صاحبزادی فاطمہ الزہراء (رضی اللہ عنہا) سے آپ کی نسل اس طرح چلائی گئی کہ قیامت تک باقی رہے گی۔ آج بھی دیکھ لو خدا (عزوجل) کے فضل و کرم سے ساداتِ کرام ہر جگہ ملتے ہیں اور ان شاء اللہ قیامت تک باقی رہیں گے۔

بے اختیار دل

حضرت ابو رافع (رضی اللہ عنہ) ایک صحابی رسول ہیں فرماتے ہیں اسلام لانے سے پہلے قریش نے

مجھے سرکار ابد قرار (ﷺ) کی خدمت میں ایک پیغام دے کر بھیجا۔ جب میں حاضر خدمت ہوا تو میرے دل میں اسلام کی محبت بیٹھ گئی۔ چنانچہ آپ (رضی اللہ عنہ) اپنی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں۔ جب میری نظر رخ مصطفٰے (ﷺ) پر پڑی۔ تو فوراً میرا دل اسلام کی محبت میں تر بتر ہوگیا۔ میرے اندر کے انسان نے حضور (ﷺ) کے نبی ہونے کی گواہی دی۔ (مشکوٰۃ)

روشن چہرہ

سرکار دو عالم (ﷺ) جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے۔ تو حضرت یوسف علیہ السلام کی نسل سے ایک اسرائیلی عالم دین حضرت عبداللہ بن سلام بھی آپ کی زیارت کیلئے آئے حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضور تاجدار عرب و عجم (ﷺ) کے چہرہ انور کی طرف دیکھا تو میرے دل کی گواہی سے یقین ہوگیا۔ کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے۔ گویا اس سے معلوم ہوا کہ آپ (ﷺ) کا چہرہ انور اسلام کی روشن دلیل ہے۔ اسی لئے تو حضرت حسان (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں۔ آپ (ﷺ) سے زیادہ حسن والا میری آنکھ نے کوئی نہیں دیکھا۔

آپ (ﷺ) سے زیادہ حسین وجمیل کسی ماں نے بچہ جنا ہی نہیں۔ آپ (ﷺ) کو اللہ تعالیٰ نے ہر عیب سے پاک فرمایا ہے۔ آپ (ﷺ) سلطنت حسن کے بادشاہ ہیں۔ حسن جمال میں آپ (ﷺ) کا کوئی ثانی نہیں۔ کوئی عیب آپ (ﷺ) کے قریب آنے ہی نہیں دیا۔ سبحان اللہ۔

پوری دنیا کو حکم ہے — عیب کے قریب نہ جانا
علماء کو حکم ہے — عیب کے قریب نہ جانا
فقہاء کو حکم ہے — عیب کے قریب نہ جانا
مقربین کو حکم ہے — عیب کے قریب نہ جانا
الغرض سب کو حکم ہے — عیب کے قریب نہ جانا

لیکن آئیے۔ آپ کو عجیب تماشا دکھاؤں۔ یہاں پر عیب کو حکم ہے۔ میرے مصطفٰے (ﷺ) کے قریب نہ جانا۔